سیر و سوانح

محمد وسیم اختر مفتی

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

(۱)

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ابتدائی زندگی

حضرت سلمان فارسی کا اصل نام ماہویہ (مایہ یا روزبہ یا بہبود) بن بوذخشان (یا خشفوذان) بن دہ دیرہ (مورسلا یا آذر جشیش) تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس کی بیان کردہ مشہور روایت کے مطابق وہ اصفہان کے قصبہ جیّ (یا کازرون Wikipedia:) میں پیدا ہوئے۔ زید بن صوحان کی روایت میں خوزستان کے قریبی شہر رامہرمز کوان کی جاے پیدایش بتایا گیا ہے۔ خود حضرت سلمان فارسی سے بھی یہی مروی ہے (بخاری، رقم ۳۹۴۷)۔ ایک روایت کے مطابق رامہرمز میں ان کی ننھیال تھی، جب کہ والد بوذخشان کا تعلق اصفہان کے آب الملک کے خاندان سے تھا۔ وہ اپنے قصبے کے سردار تھے۔ انھیں اپنے بیٹے سے بہت لگاؤ تھا۔ شدت محبت سے اسے کنواری لڑکیوں کی طرح گھر میں بند کر رکھا تھا، یہاں تک کہ کھیتوں کی دیکھ بھال کے لیے نکلتے تو یہ تاکید کر جاتے کہ بیٹا باہر نہ جائے۔ دو غلام ان کی خدمت کے لیے مختص تھے۔ حضرت سلمان مجوسی آتش پرستوں کے زرتشتی مذہب پر شدت سے عمل پیرا تھے، اپنے گھر کے آتش کدے میں اپنے باپ کی جلائی ہوئی آگ کے پاس بیٹھے رہتے اور اسے ایک گھڑی بھی بجھنے نہ دیتے۔ اس خدمت پر مامور شخص کو قطِن کہا جاتا تھا، سولہ برس کی عمر میں وہ

اس منصب پر فائز ہوئے، یہی ان کی عبادت تھی۔

راہ حق کی پہلی جھلک

حضرت سلمان کے والد کی ملکیت میں ایک بڑا گاؤں اور اراضی تھی۔ ایک دن وہ گھر کی تعمیر و مرمت کے کام میں مشغول تھے، انھوں نے کچھ کام حضرت سلمان کے سپرد کر کے کہا: تم گاؤں کے کام نمٹا آؤ، دیکھو لوٹنے میں دیر نہ کرنا، کیونکہ تمھارا پاس ہونا میرے لیے جایداد سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ والد کی ہدایت کے مطابق وہ گھر سے نکلے، آس پاس غور سے دیکھتے جا رہے تھے، کیونکہ انھیں باہر نکلنے کا موقع کم ہی ملتا تھا۔ راستے میں ان کا گزر عیسائیوں کے گرجا پر ہوا۔ اندر سے مدھر آوازیں ان کے کانوں میں پڑیں تو جھانک کر دیکھا کہ بہت سے لوگ مل کر بڑے جذبے سے اونچی آواز میں خدا کے گن گا رہے ہیں۔ حضرت سلمان اندر داخل ہو گئے، ان کی عبادت انھیں ایسی بھلی لگی کہ اسے دیکھنے میں منہمک ہو گئے، شام ہو گئی اور وہ اپنے والد کی اراضی پر بھی نہ جا سکے۔ انھوں نے سوچا کہ یہ دین ان کے مذہب سے کہیں بہتر ہے۔ لوٹنے سے پہلے پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے ان لوگوں سے پوچھا: آپ کے مذہب کا مرکز کہاں ہے؟ جواب ملا: ملک شام۔

شام کا اندھیرا چھا چکا تھا، بوذخشان اپنے بیٹے کے گھر نہ لوٹنے پر پریشان تھے، چاروں طرف آدمی دوڑا دیے تھے۔ حضرت سلمان واپس آئے تو خوب ناراض ہوئے، پھر ساتھ چمٹا لیا، خوشی کے آنسو ان کی آنکھوں سے رواں تھے۔ حضرت سلمان نے بتایا کہ میں نے گرجا میں عیسائیوں کو عبادت کرتے دیکھا ہے اور مجھے ان کا دین بھلا لگا ہے۔ ان کے والد نے کہا: بیٹا مذہب تو وہی سچا ہے جو ہمارا ہے۔ حضرت سلمان نے اصرار کیا: ابا، یہ ہرگز صحیح نہیں کہ ہم خدا کی عبادت میں کسی کو شریک کریں، میں تو اب آگ کی پوجا ہرگز نہیں کروں گا اور ایک ہی بن دیکھے خدا کے گن گاؤں گا۔ ان کی گفتگو سن کر بوذخشان فکر میں پڑ گئے کہ ماہویہ مذہب بدل کر عیسائی نہ ہو جائے۔ انھوں نے بیٹے کے پاؤں میں بیڑیاں ڈلوا دیں، اس طرح حضرت سلمان قید کی زندگی گزارنے لگے، مگر اپنے ایک وفادار ملازم کے ذریعے سے اہل کلیسا سے رابطہ رکھا۔ جوں ہی انھیں خبر ملی کہ شام سے عیسائی تاجروں کا ایک قافلہ اصفہان پہنچا ہے اور چند روز میں واپس ہو گا، انھوں نے شام جانے کی تیاری کی، بیڑیاں کٹوا کر چپکے سے گھر سے نکلے اور قافلے میں شامل ہو گئے۔ ماں باپ اور گھر سے دور ہو جانے کے باوجود وہ روحانی خوشی سے سرشار تھے۔ Wikipedia کے مضمون نگار نے اس وقت حضرت سلمان کی عمر انیس سال اور سن وقوع ۵۸۷ء بتایا ہے۔

شام، پہلی منزل

شام پہنچتے ہی حضرت سلمان نے لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کا سب سے بڑا مذہبی پیشوا کون ہے؟ انھیں بتایا گیا کہ فلاں کنیسہ کا اسقف (لاٹ پادری) یہاں کی سب سے بڑی مذہبی شخصیت ہے۔ وہ فوراً اس کے پاس پہنچے اور کہا: میں آپ کے پاس رہ کر آپ کا دین سیکھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ شب و روز گرجے میں رہ کر عبادت کرنے اور پادری کی خدمت کرنے لگے۔ چند روز ہی میں انھیں معلوم ہو گیا کہ یہ پادری بڑا مکار اور لالچی ہے، لوگ اس کے وعظ و نصیحت پر صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور یہ مال غربا کو نہیں دیتا، بلکہ خود سینت سینت کر رکھتا ہے۔ حضرت سلمان یہ دیکھ دیکھ کر کڑھتے، مگر خدا کی عبادت میں کوئی کمی نہ کی۔ پادری کی زندگی کے دن پورے ہوئے تو دور دور سے اس کے عقیدت مند جمع ہوئے۔ لوگ غم سے مرجھائے ہوئے تھے، مگر حضرت سلمان غصہ سے بے قابو تھے۔ ان سے رہا نہ گیا، کہا: آپ اس شخص کی آخری رسومات ادا کرنے آئے ہیں جو دین کے پردے میں شیطان تھا۔ مسکینوں اور محتاجوں کے نام پر خیرات لیتا اور یہ سات مٹکے جمع کر لیے جو سونے اور چاندی سے لب ریز ہیں۔ حاضرین بھی آپے سے باہر ہو گئے اور انھوں نے پادری کا جنازہ پڑھنا تو کجا اس کی لاش کو سولی پر لٹکا کر اس پر پتھر برسائے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

گرجا میں نئے اسقف کا تقرر ہوا جو پہلے کے برعکس انتہائی نیک اور خدا رسیدہ تھے، دن رات اللہ کی عبادت کرتے۔ دنیا سے بے رغبت ہو کر آخرت کی تیاری میں مشغول رہتے۔ حضرت سلمان کو ان کی طویل رفاقت میسر آئی۔ ان کا آخری وقت آیا تو حضرت سلمان نے عرض کیا: حضرت مجھے آپ سے بڑی محبت ہے، کیونکہ آپ نے مجھے دین سکھایا۔ مجھے وصیت کیجیے کہ اب کہاں جاؤں؟ فرمایا: دین مسیحی کے سچے پیرو کم ہی رہ گئے ہیں، اکثریت نے تحریفات کر کے بدعات ایجاد کر لی ہیں۔ شہر موصل میں اللہ کا ایک بندہ ہے جو ٹھیک ٹھیک اس دین پر قائم ہے جس پر ہم تم ہیں۔

موصل، پھر نصیبین

حضرت سلمان موصل پہنچے اور ان بزرگ کے حلقے میں شامل ہو گئے، وہ بھی نیک سیرت اور بے لوث بزرگ تھے۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ اجل نے ان کو بھی آن لیا۔ حضرت سلمان نے گزارش کی: شام کے بزرگ کی نصیحت پر آپ کے پاس آیا تھا، آپ کس کے پاس حاضر ہونے کی تلقین کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا:

موصل سے شام کو جانے والی راہ پر واقع بستی نصیبین میں مقیم ایک نیک مسیحی پیشوا صحیح دین عیسوی پر عمل پیرا ہیں۔ چنانچہ حضرت سلمان ان کی نصیحت پر نصیبین چلے آئے، جہاں انھیں خوب اطمینان ملا۔اللہ کے اس برگزیدہ بندے کو اللہ کا بلاوا آیا تو دم آخریں بھرائی ہوئی آواز میں بولے: بیٹا، دنیا میں اب دین کہاں رہ گیا ہے؟روم کے شہر عموریہ میں ایک پابند شرع بزرگ پاکیزہ زندگی گزار رہے ہیں،ان کی خدمت میں حاضری دو۔ وہ واقعی بڑے ہی اللہ والے انسان تھے۔ حضرت سلمان شب ان کی دعاؤں اور عبادات میں شامل ہوتے اور دن میں ذکر الٰہی کی مجلسوں سے مستفید ہوتے۔

عموریہ میں

عموریہ کے قیام کے دوران میں حضرت سلمان محنت مزدوری بھی کرتے رہے۔ان کے پاس کافی مال، گائیں اور بکریاں جمع ہو گئیں، مگر سکون اور خوش حالی کے دن جلد بیت جاتے ہیں۔اللہ والے بزرگ کو اللہ کا پیام آیا تو انھوں نے عرض کیا: حضرت میں نے کہاں کہاں کی ٹھوکریں کھائی ہیں، اب آپ بھی رخصت ہو رہے ہیں، میں کہاں جاؤں؟ وہ درد بھری آواز میں بولے: اب دنیا میں ایک شخص بھی ایسا نہیں رہا جو حضرت عیسیٰ کا سچا پیرو کار ہو۔ ہاں اللہ کے آخری رسول کی بعثت کا زمانہ بالکل قریب آگیا ہے۔ آپ عرب کی سرزمین میں پیدا ہوں گے اور دین ابراہیم کی پیروی کریں گے۔ کچھ عرصہ اپنے شہر میں رہ کر دین کی تعلیم دیں گے، لیکن لوگوں کی اذیتوں سے تنگ آکر ایسے شہر کی طرف ہجرت کریں گے جہاں دو سیاہ پتھریلی زمینوں کے درمیان کھجوروں کے باغات ہیں۔ان کی تین کھلی نشانیاں ہوں گی جن کے ذریعے سے تم انھیں پہچان سکو گے۔ صدقہ کا مال نہیں کھائیں گے، ہدیہ خوشی خوشی قبول کر لیں گے اور آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت ہو گی۔ان کی خدمت میں ضرور حاضر ہونا۔

سوے مدینہ

حضرت سلمان نے بزرگ کی وصیت دل میں بٹھالی اور عرب کی طرف سفر کرنے کا وسیلہ ڈھونڈنے لگے۔ کچھ دنوں کے بعد عرب کے قبیلہ بنو کلب کا ایک تجارتی قافلہ عموریہ سے گزرا تو انھوں نے قافلے کی معیت حاصل کرنے کے لیے اپنی تمام بکریاں اور گائیں ان کے حوالے کر دیں۔ قافلہ منزل بہ منزل چلتا ہوا وادی قریٰ پہنچا تو قافلہ والوں نے دغا کی اور اس شخص کو جس نے اپنی ساری پونجی کے بدلے میں ان کا ساتھ چاہا

تھا، غلام بنا کر یوشع نامی ایک یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ بے کسی کے دن آ چکے تھے، حضرت سلمان دن بھر یہودی کے باغات کی دیکھ بھال کرتے اور رات کو رب کے حضور کھڑے ہو کر دعائیں کرتے کہ مجھے نبی آخر الزماں کی خدمت میں پہنچا دے۔ اللہ نے ان کی دعائیں سن لیں، ان کے یہودی آقا کا چچا زاد بھائی عثمان بن اشہل مدینۃ النبی میں آباد قبیلہ بنو قریظہ سے وادی قریٰ آیا اور حضرت سلمان فارسی کو خرید کر ساتھ لے گیا۔ حضرت سلمان کو مدینہ خوب پسند آیا، دو سیاہ پتھریلی زمینوں (یا پہاڑیوں) کے مابین کھجور کے باغات دیکھ کر انھیں عموریہ کے رہبر کی بتائی ہوئی نشانیاں یاد آ گئیں اور وہ خوشی سے جھوم اٹھے۔

بارگاہ نبوی میں پہلی حاضری

انھی دنوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت کی تھی۔ حضرت سلمان اپنے نئے آقا کے باغ میں کھجور کے درخت پر چڑھے کام کر رہے تھے جو اسی درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ اس کا عم زاد تیز تیز چلتا ہوا آیا اور بولا: بھائی، اللہ بنو قیلہ (قبائل اوس و خزرج، قیلہ: اوس و خزرج دونوں قبیلوں کی ماں) کو برباد کرے، آج قبا میں ایک ایسے شخص کے استقبال کے لیے جمع ہیں جو مکہ سے آیا ہے اور اپنے آپ کو اللہ کا رسول بتاتا ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت سلمان کے بدن میں سنسنی دوڑ گئی اور ان پر لرزہ طاری ہو گیا۔ وہ جلدی جلدی پیڑ سے اترے اور یہ خوش خبری سنانے والے سے تفصیل پوچھنے لگے۔ ان کے مالک کو غصہ لگا اور اس نے پوری قوت سے گھونسا مار کر کہا: تم سے مطلب؟ چل اپنا کام کر۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت سلمان گھڑیاں گننے لگے کہ کب باغ کا کام ختم ہو گا اور کب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ شام ہوتے ہی وہ کھانے پینے کی کچھ چیزیں لے کر سوے قبا روانہ ہو گئے۔ آپ کی مجلس میں پہنچے اور ایک دستر خوان میں کھجوریں یہ کہہ کر پیش کیں کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نیک انسان ہیں اور آپ کے اصحاب غریب اور حاجت مند ہیں، میں نے صدقہ کرنے کے لیے آپ سے زیادہ کسی کو حق دار نہیں سمجھا۔ آپ نے کھجوریں صحابہ کی طرف بڑھا دیں اور خود نہ چکھیں۔

علامات نبوت کی تصدیق

نبوت کی پہلی علامت مل چکی تھی۔ حضرت سلمان کچھ دیر آپ کی خدمت میں بیٹھ کر چلے آئے اور پھر کار غلامی میں مشغول ہو گئے۔ اس دوران میں انھوں نے کھانے پینے کی کچھ اور اشیا اکٹھی کیں اور بارگاہ رسالت

میں حاضر ہوئے، تب آپ مدینہ منتقل ہو چکے تھے۔ عرض کیا: میں نے دیکھا ہے کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے، اس لیے یہ چیزیں آپ کے لیے ہدیہ لایا ہوں۔ آپ نے خوشی سے قبول فرمائیں، خود تناول کیں اور صحابہ کو بھی پیش فرمائیں۔ یہ نبوت کی دوسری نشانی تھی۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی نے دونوں بار لکڑیاں کاٹیں اور انھیں بیچ کر کھانا خریدا (احمد، رقم ۲۳۷۱۲)۔

تیسری نشانی کی تصدیق کے لیے انھیں کچھ انتظار کرنا پڑا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بقیع الغرقد میں اپنے صحابی حضرت کلثوم بن ہدم کے جنازے میں شریک تھے کہ حضرت سلمان وہاں پہنچے۔ سلام کرنے کے بعد بیٹھے نہیں، بلکہ آپ کے پیچھے گھومتے رہے تاکہ آپ کی کمر پر مہر نبوت دیکھ سکیں۔ آپ نے تہ بند کے طور پر اور اوڑھنے کے لیے دو چادریں لے رکھی تھیں، حضرت سلمان کی بے قراری دیکھ کر ان کا منشا جان لیا، کندھے والی چادر نیچے سرکا دی اور فرمایا: دیکھ لو جس کا تمھیں کہا گیا ہے۔ مہر نبوت پر نظر پڑتے ہی حضرت سلمان فارسی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور وہ بے اختیار جھک کر اسے چومنے لگے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں محبت و شفقت سے اپنے سامنے بٹھا لیا، تب انھوں نے راہ حق کے اپنے سفر کی پوری داستان سنائی۔ حضرت سلمان اسی وقت ایمان لا کر غلامی مصطفی میں آ گئے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

غلامی سے آزادی

اب انھیں ایک ہی فکر تھی کہ کسی طرح یہودی کی مِلک سے آزاد ہو جائیں۔ آپ نے مشورہ دیا کہ اس سے عہد مکاتبت کر لو، یعنی کچھ مال (بدل کتابت) ادا کر کے آزادی کا پروانہ لے لو۔ چنانچہ یہ طے ہوا کہ حضرت سلمان چالیس اوقیہ سونا (چاندی والی روایت درست نہیں) دیں گے اور تازہ گڑھے کھود کر کھجور کے تین سو (شاذ روایت: پانچ سو) پودے لگائیں گے۔ جب یہ پھل دینے لگیں گے تو وہ آزاد ہو جائیں گے۔ (ایک اوقیہ سونا: پونے تیس یا سوا اٹھائیس گرام یا سوا تین تولہ۔ ایک اوقیہ چاندی: ایک سو انیس گرام۔ دیگر اجناس کا اوقیہ: ایک سو ستائیس گرام)۔ حضرت سلمان کے آقا عثمان بن اشہل قرظی سے کیا جانے والا معاہدۂ مکاتبت حضرت علی نے تحریر کیا، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت ابوذر، حضرت مقداد اور حضرت ابوالدرداء گواہوں میں شامل تھے۔

اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا: اپنے بھائی کی مدد کرو۔ چنانچہ ہر صحابی نے اپنی گنجایش کے مطابق دس، پندرہ، بیس اور تیس پودے دیے۔ آپ نے حضرت سلمان سے فرمایا: تم گڑھے کھود کر

ہمیں خبر کرو، دیگر صحابہ نے کھدائی میں ان کا ساتھ دیا۔ پھر آپ خود تشریف لے گئے، آپ کے اصحاب پودے پکڑاتے جاتے اور آپ اپنے دست مبارک سے لگاتے اور گڑھا برابر کرتے جاتے۔ اسی سال ان پودوں پر پھل آ گیا، ان میں سے ایک پودا بھی خراب نہ ہوا۔

ابھی سونا واجب الادا تھا۔ انھی دنوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنو سلیم کی کان سے مرغی کے انڈے جتنی سونے کی ڈلی آئی۔ آپ پکارے: مکاتبت کرنے والا فارسی کہاں ہے؟ حضرت سلمان حاضر ہوئے تو فرمایا: یہ لو اور اس سے اپنا بدل کتابت ادا کر دو۔ وہ بولے: یارسول اللہ، اس سے میرے ذمہ میں آنے والا سونا کہاں ادا ہو گا؟ فرمایا: پکڑ تو لو، اللہ اسی سے تمھاری خلاصی کر دے گا۔ ابن اسحاق کی روایت کے مطابق آپ نے ڈلی زبان پر الٹ پلٹ کر واپس کی (احمد، رقم ۲۳۷۳۸)۔ حضرت سلمان نے سونے کا وزن کرایا تو پورے چالیس اوقیہ نکلا اس طرح وہ سونا ادا کر کے آزاد ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رہائی پانے میں حضرت سلمان کی مدد کی تھی، اس لیے ان کا شمار آپ کے موالی میں ہوتا ہے (احمد، رقم ۲۳۷۳۷۔ السیرۃ النبویۃ، ابن ہشام، جلد اول، حدیث اسلام سلمان، المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۶۰۶۵۔ مسند بزار، رقم ۲۵۰۰)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

قصۂ سلمان اور تعدد روایات

حضرت سلمان فارسی نے اپنے یہ حالات زندگی حضرت عبد اللہ بن عباس کو خود بتائے اور انھوں نے آگے روایت کیے۔ ہم نے اسی کو نقل کرنا مناسب سمجھا ہے۔ دوسری روایات زید بن صوحان، سلامہ عجلی، ابو عثمان نہدی اور ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے نقل کی ہیں جن میں ان کے قبول اسلام کا قصہ بہت مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے: مثلاً حضرت سلمان فارسی کا یتیم ہونا، ان کا ایک چٹان کی غار میں مقیم مسیحی راہبوں کی معیت اختیار کرنا، پھر بیت المقدس جانا، بنو جہینہ کی ایک عورت یا ایک انصاریہ حضرت خلیسہ کی غلامی میں آنا اور حضرت ابو بکر کا انھیں خرید کر آزاد کرنا (مستدرک حاکم، رقم ۶۵۴۳۔ سیر اعلام النبلاء: جلد اول، قصۃ سلمان الفارسی)۔ حاکم نے زید بن صوحان کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں: اس میں بہت کم زوریاں ہیں، جب کہ حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت سند کے اعتبار سے قوی اور امام بخاری کی روایت کے قریب تر ہے۔ ذہبی نے ابو سلمہ کی روایت نقل کرنے کے بعد اسے شبہ موضوع قرار دیا۔

ابن حجر کہتے ہیں: حضرت سلمان فارسی کے قبول اسلام کے قصے میں ایسا اختلاف ہے کہ تمام مرویات کو یکجا نہیں کیا جا سکتا۔ انھوں نے مسند احمد (رقم ۲۳۷۳۷) اور مستدرک حاکم (رقم ۶۵۴۳) کی روایات کو صحیح ترین

قرار دیا ہے، حالاں کہ یہ دونوں آپس میں مطابقت نہیں رکھتیں۔

حضرت سلمان فارسی خود کہتے ہیں کہ وہ باری باری دس سے زیادہ لوگوں کی غلامی میں رہے (بخاری، رقم ۳۹۴۶۔ مصنف عبدالرزاق، رقم ۱۵۷۶۷)۔

نصاریٰ کے بارے میں اشکال

حضرت سلمان فارسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ، نصاریٰ کے بارے میں ارشاد کیجیے۔ آپ نے فرمایا: ان میں کوئی خیر ہے، نہ ان کے چاہنے والوں میں کوئی بھلائی ہے۔ حضرت سلمان یہ سوچ کر بوجھل دل سے اٹھ آئے کہ میں تو ان کو چاہتا ہوں، وہ نماز پڑھتے تھے، روزہ رکھتے تھے اور بعث بعد الموت پر یقین رکھتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کو پا لیتے تو آپ کی تصدیق کرتے اور آپ کی پیروی کرتے۔ تبھی اللہ کے یہ ارشادات نازل ہوئے: 'لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ'، ''تم اہل ایمان سے عداوت میں سب سے زیادہ شدت رکھنے والا یہود اور شرک کرنے والوں کو پاؤ گے اور اہل ایمان کی دوستی میں سب سے قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں، ان کی دوستی اس وجہ سے ہے کہ ان میں عبادت گزار عالم اور تارک الدنیا درویش پائے جاتے ہیں اور یہ تکبر نہیں کرتے'' (المائدہ ۵: ۸۲)۔ 'اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ'، ''بے شک جو ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور جو نصرانی اور صابی ہیں، جو بھی اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا تو ان سب کو ان کے رب کے ہاں اجر ملے گا اور ان کو ڈر ہو گا نہ وہ غم زدہ ہوں گے'' (البقرہ ۲: ۶۲)۔ تب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کو بلا کر فرمایا: آپ کے اصحاب ان لوگوں میں سے تھے جن کا اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ذکر کیا ہے۔

ابن کثیر کہتے ہیں: یہودیوں میں سے جو تورات اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت پر قائم رہا، مومن ہے، تا آنکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آ گئے۔ اب اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی نہ کی تو ہلاک ہو گا۔ اسی طرح نصاریٰ میں سے جو انجیل اور شریعت عیسوی سے جڑا رہا، صاحب ایمان ہے، یہاں تک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہو گئی۔ اب اس نے گذشتہ شریعت کو ترک کر کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہ کیا

تو آخرت میں برباد ہو گا (تفسیر القرآن العظیم، سورۂ بقرہ: آیت ۶۲)۔

مواخات

مدینہ آمد کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار میں مواخات قائم فرمائی۔ حضرت انس بن مالک کے گھر میں طرفین کے پینتالیس پینتالیس افراد بھائی چارے کے اس عہد میں شریک ہوئے۔ اس موقع پر آپ نے حضرت سلمان فارسی کو حضرت حذیفہ بن یمان کا بھائی قرار فرمایا۔ دوسری روایت ہے کہ ان کی مواخات حضرت ابوالدرداء عویمر بن ثعلبہ سے قرار پائی (بخاری: مناقب الانصار)۔ بعد میں جنگ بدر کے موقع پر جب فرمان الٰہی 'وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ'، ''اور اللہ کی کتاب میں رحم کا رشتہ رکھنے والے اہل ایمان اور مہاجرین سے زیادہ ایک دوسرے کے حق دار ہیں'' (الاحزاب ۳۳: ۶) نازل ہوا تو اہل مواخات کو ملنے والا حق وراثت ختم ہو گیا۔ اسی لیے زہری نہیں مانتے کہ حضرت سلمان کی یا جنگ بدر کے بعد کسی صحابی کی مواخات ہوئی ہو، کیونکہ تب احکام میراث منسوخ ہو چکے تھے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

جنگ بدر و جنگ احد

حضرت سلمان فارسی ہجرت کے پہلے سال مشرف بہ اسلام ہوئے تھے، لیکن بدر و احد کے غزوات میں حصہ نہ لے سکے، کیونکہ تب وہ یہودی کی غلامی سے آزاد نہ ہوئے تھے۔

جنگ خندق

شوال ۵ھ (مارچ ۶۲۷ء): آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ تشریف آوری کے بعد اوس و خزرج اور مدینہ کے یہودی قبائل کے ساتھ باہمی صلح و امن کا معاہدہ کیا، جسے 'میثاق مدینہ' یا 'صحیفۃ المدینۃ' کہا جاتا ہے۔ ۴ھ میں یہودی قبیلہ بنو نضیر نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان لینے کی کوشش کی۔ چنانچہ انھیں مدینہ سے جلا وطن کر دیا گیا۔ وہ پھر بھی اسلام کے خلاف سازشیں کرتے رہے، ان کے لیڈر عبد اللہ بن سلام، حیی بن اخطب اور کنانہ بن ربیع مکہ گئے اور قریش کے لیڈر ابوسفیان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے کا معاہدہ کیا۔ انھوں نے بنو غطفان، بنو سلیم، بنو مرہ اور بنو اشجع کے قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر دس ہزار کی نفری اکٹھی کر لی، جب کہ مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی۔

آپ کو ان کی کارروائیوں کا پتا چلا تو صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی نے بتایا کہ ایران میں ہم جب دشمن میں گھر جاتے تھے تو اپنے گرد خندق کھود لیتے تھے۔ منوچہر بن ایرج پہلا بادشاہ تھا جس نے اسے جنگی تدبیر کے طور پر استعمال کیا۔ یہ تجویز آپ کو پسند آئی اور اسی پر عمل کا فیصلہ فرمایا۔

خندق کی کھدائی

آپ گھوڑے پر سوار ہوئے اور صحابہ کے ساتھ مدینہ کے گرد چکر لگایا۔ شمال کی جانب اجم الشیخین (لفظی مطلب: دو سرداروں کے قلعے، یہ بنو عبدالاشہل کا علاقہ تھا) یا یہودیوں کے قلعہ راتج سے آپ نے خط کھینچنا شروع کیا اور بنو حارثہ کے علاقے اور جبل ذباب سے ہوتے ہوئے اسے وادی مذاذ تک لے آئے، کوہ سلع آپ کے عقب میں تھا۔ پھر آپ نے چالیس چالیس ذراع (ایک ذراع: قریباً اٹھارہ انچ) کے حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصہ کھودنے کے لیے دس دس صحابہ کی جماعت مقرر فرمائی۔ اس موقع پر مہاجرین و انصار میں نزاع پیدا ہو گیا، مہاجرین کا کہنا تھا کہ سلمان مہاجر ہیں، جب کہ انصار کا اصرار تھا کہ سلمان بھی انصاری ہیں۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلمان کا تعلق ہم سے ہے، سلمان اہل بیت میں سے ہیں (مستدرک حاکم، رقم ۶۵۳۹۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۶۰۴۰)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

چٹان کا ٹوٹنا اور فتح کی پیش گوئی

حضرت سلمان فارسی، حضرت عمرو بن عوف، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت نعمان بن مقرن اور چھ انصاری صحابہ اپنے حصے میں آنے والی کھدائی کر رہے تھے۔ کھدائی کرتے کرتے ایک سفید چکنی چٹان نمودار ہوئی جو اس قدر سخت تھی کہ صحابہ کے پھاوڑے ٹوٹ گئے، مگر چٹان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کھینچے ہوئے خط سے ہٹنا نہ چاہتے تھے، اس لیے حضرت سلمان فارسی آپ کے پاس پہنچے۔ آپ اپنی چادر خندق کے کنارے پر رکھ کر ان کے ساتھ نیچے اترے، کدال لی، یہ آیت تلاوت فرمائی: 'وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ'، ''تمھارے پروردگار کا حکم سچائی اور انصاف کے ساتھ پورا ہوا، کوئی نہیں جو اس کے کلمات کو بدل سکے، وہ سننے والا اور علم رکھنے والا ہے'' (الانعام ۶: ۱۱۵) اور چٹان پر زوردار ضرب لگائی جس سے اتنی تیز روشنی نکلی کہ سنگلاخ زمینوں کے مابین واقع مدینہ چمک اٹھا اور ایک تہائی چٹان ٹوٹ گئی۔ حضرت سلمان فارسی پاس کھڑے دیکھ رہے تھے، مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔

آپ نے دوسری اور تیسری ضربیں لگائیں، ہر دو دفعہ ایک تہائی چٹان ٹوٹی اور خندق کے اطراف روشن ہو گئے، مدینہ اہل ایمان کے نعرہ ہاے اللہ اکبر سے گونجتا رہا۔ حضرت سلمان فارسی نے کہا: یا رسول اللہ، میں نے وہ کچھ دیکھا جو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ آپ نے پوچھا: تمھیں کیا نظر آیا؟ حضرت سلمان بولے: میں نے بجلی دیکھی جو موج کے مانند پھیل رہی تھی۔ آپ نے دوسرے صحابہ سے دریافت فرمایا: کیا آپ لوگوں نے بھی یہی دیکھا؟ ان کے ہاں کہنے پر وضاحت فرمائی: تم نے سچ کہا، میں نے پہلی چوٹ لگائی تو اس کی روشنی میں حیرہ کے محلات اور کسریٰ کا مدائن دیکھا۔ ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ، دعا کیجیے کہ اللہ ان علاقوں کو ہمارے زیرنگیں کر دے۔ آپ نے فرمایا: جبریل نے مجھے بتایا ہے کہ میری امت ان پر قابض ہو گی۔ دوسری ضرب لگانے پر مجھے روم کے سرخ محلات دکھائی دیے۔ صحابہ نے پھر عرض کیا: یا رسول اللہ، دعا کیجیے کہ اللہ ان علاقوں پر ہمیں فتح دے۔ آپ نے فرمایا:، جبریل نے خبر دی ہے کہ میری امت ان پر غالب ہو گی۔ کدال تیسری مرتبہ چلانے پر صنعا کے ایوان نظر آئے، جبریل نے ان پر بھی میری امت کے غلبے کی خوش خبری دی (نسائی، رقم ۳۱۷۸۔ طبقات ابن سعد ۳/ ۵۸)۔ نسائی کی روایت میں صنعا کی جگہ حبشہ اور اس کے ارد گرد کے علاقوں کا ذکر ہے اور آپ کا فرمان مذکور ہے کہ حبشہ کو رہنے دو اور ترکوں سے تعرض نہ کرو، جب تک وہ تم سے لاتعلق رہتے ہیں۔ ''سیرت ابن ہشام'' کی تفصیل اس طرح ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے قریب تھے اور حضرت سلمان فارسی کی مشقت کو دیکھ کر خود نیچے اترے، آپ کی ضربوں سے نکلنے والی روشنی حضرت سلمان نے دیکھی اور آپ سے اس کی بابت استفسار کیا، آپ نے جن مفتوحات کی بشارت دی، علی الترتیب یمن، شام و مشرق اور مغرب تھے۔ بیہقی کہتے ہیں: حضرت سلمان فارسی نے روشنی کی سمتوں کا بھی مشاہدہ کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مفتوحات کا ذکر فرما کر ان کی تائید کی۔

اہل ایمان کا اظہار مسرت اور منافقین کا بغض

اس موقع پر اہل ایمان نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: یہ سچے اور پاک نبی کا وعدہ ہے، انھوں نے محاصرے کے بعد نصرت و فتح کا وعدہ کیا ہے، جب کہ منافقین نے ہرزہ سرائی کی: تمھیں خیال نہیں آتا کہ نبی تم سے جھوٹے وعدے کر رہے ہیں؟ تب فرمان الٰہی نازل ہوا: 'وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۡ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا'، ''اہل ایمان

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

نے مشرکوں کے جتھے دیکھے تو کہا: یہ ہے جس کا ہم سے اللہ و رسول نے وعدہ کیا اور اللہ و رسول کا فرمانا سچا تھا اور اس آزمایش نے ان کے ایمان و اذعان میں اضافہ ہی کیا'' (الاحزاب ۳۳: ۲۲)۔ 'وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا'، ''جب منافق اور وہ جن کے دلوں میں روگ ہے، کہنے لگے: اللہ و رسول کے ہم سے کیے گئے وعدے فریب ہی نکلے (الاحزاب ۳۳: ۱۲)۔

حصار طائف

۸ھ (۶۳۰ء): غزوۂ حنین میں انجام کار بنو ہوازن، بنو ثقیف اور ان کے اتحادیوں کو شکست ہوئی۔ شکست خوردہ فوج کا ایک حصہ اوطاس پہنچا، اسے حضرت ابو عامر اشعری نے زیر کیا اور خود بھی شہادت پائی۔ دوسرا حصہ نخلستان چلا گیا۔ بنو ثقیف اور حلفا پر مشتمل تیسرا حصہ طائف پہنچا جہاں اس قیسی قبیلے نے اپنے قلعے میں سال بھر کی ضروریات زندگی جمع کر رکھی تھیں۔ اہل طائف جب قلعہ بند ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کر لیا جو اٹھارہ یا بیس سے زائد دن جاری رہا اور کسی نتیجے کے بغیر ختم ہو گیا۔ محاصرے کی ابتدا میں کفار کی شدید تیر اندازی سے بارہ مسلمان شہید اور بہت سے زخمی ہو گئے تو آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی نے کہا: یارسول اللہ، میرا خیال ہے کہ ہم ان کے قلعے پر منجنیقیں نصب کر دیں، سرزمین فارس میں ہم قلعوں پر منجنیقیں لگا کر فتح پا لیتے تھے۔ ایسا نہ کیا تو محاصرہ لمبا ہو جائے گا۔ چنانچہ حضرت یزید بن زمعہ (یا حضرت خالد بن سعید) منجنیق لائے اور آپ نے اپنے دست مبارک سے نصب کی۔ اس غزوہ میں دبابہ کا استعمال بھی کیا گیا، یہ لفظ آج کل جنگی ٹینک کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس وقت لکڑی اور چمڑے سے بنے ہوئے کیبن کو دبابہ کہا جاتا تھا جس میں سپاہیوں کو بٹھا کر نقب لگانے کے لیے قلعے کی فصیل کے پاس بٹھا دیا جاتا تھا۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com